مولانا مفتی ابو لبابہ
دار الافتاء و الارشاد کراچی

گزشتہ صدی کا قرض

دلخراش مصائب اور کارگر نسخہ : بیسویں صدی اختتام پذیر ہو کر تاریخ کے اوراق کی زینت بن چکی ہے' ایک نئے عہد کا آغاز ہو چکا ہے اور توقع ہے کہ دنیا کی عمر کے اس نئے سینکڑے میں باطل' اپنی تمام تر حشر سامانی کے ساتھ حق کے ساتھ ٹکرائے گا۔ اہل باطل پہلے سے زیادہ وحدت وجدت' زیادہ تیاری اور شدت کے ساتھ فدایان حق سے رزم آزما ہوں گے' مسلمانوں کے ایک ازلی کرم فرما کی طرف سے نیو ورلڈ آرڈر کی تنفیذ کا عزم اور دوسرے کی طرف سے عہد جدید کو مسیحیت کی صدی کہہ کر اس متوقع معرکے کا اعلان کیا جا چکا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ ایسا کوئی اعلان اس وقت ہوتا ہے جب درون خانہ تیاری مکمل اور کیل کانٹے درست کئے جا چکے ہوں۔ کیا ہم نے اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے کوئی پیش بندی کی ہے ؟ آنے والی مشکلات کا ہمیں کوئی احساس ہے ؟ دشمن کو نابود کرنے کی غرض سے نہ سہی' خود کو اس کے ہاتھوں شکار ہونے سے بچانے کی کوئی فکر' کوئی تدبیر' کوئی منصوبہ یا سرگرمی ہمارے ہاں پائی جاتی ہے ؟ یہ ایک دلخراش حقیقت ہے کہ اس کا جواب تقریباً نفی میں ہے اور یہ مسلم امہ کے اہل علم' دینی رہنماؤں' دانشوروں اور صحافیوں کا فرض ہے کہ وہ عنقریب بپا ہونے والے اس معرکے کیلئے مسلم عوام کو تیار کریں ان کے دل و دماغ میں اجتماعی مفاد کیلئے سوچنے کا شعور بیدار کریں اور ان میں آنے والی مشکلات سے نمٹنے کے لئے کتاب و سنت کا تعلیم کردہ نسخہ اپنانے کی تبلیغ و ترویج کریں۔ وہی نسخہ جو بے سروسامانی کے باوجود مسلمانوں کی کامیابی کا ضامن اور کفر کے مادی اسباب سے پوری طرح لیس ہونے کے باوجود اس کی ذلت و خواری کا سبب ہے یعنی عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے بچتے ہوئے قتال فی سبیل اللہ۔

اس قرض کی ادائیگی ضروری ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر آئندہ ہمیں کفر کی اس چومکھی یلغار کا سامنا ہوتا جو ہم پر ہونے ہی والی ہے' تو بھی گزشتہ صدی میں ہم پر ان کا اتنا بھی قرض چڑھ چکا ہے کہ اس کو اتارے بغیر کسی غیرت مند قوم کا زندہ رہنا اولوالعزم لوگوں کے نظریہ حیات کے اعتبار سے باعث شرم ہے۔ ان سو سالوں میں کئی ایسے واقعات ہوئے ہیں جنکے جواب کا ادھار ہم پر باقی ہے اور جب یہ نہ اترے گا یہ زندگی ہمارے لئے عار ہے۔ قرض کی اس گراں بار گٹھڑی کو اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے کی سعی جہاں ہمیں باعزت طور پر سر اٹھا کر جینے کا حق دلائے گی وہیں مستقبل میں ہمیں ایسے سانحوں سے محفوظ رکھنے کی ضمانت بھی فراہم کرے گی۔

آیئے ذرا ماضی کے جھروکوں سے گزشتہ صدی کے ان دلدوہ سانحوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں جن کی یاد دل میں ان کا حساب بے باکی کرنے کی چنگاری جلادے ایسی دہکتی بھڑکتی چنگاری جس کی سوزش جس کی دھیمی تپش اس وقت تک چین نہ لینے دے جب تک اس قرض کی ایک ایک پائی ادا نہ ہو جائے۔

بیت المقدس : ابتداء قبلہ اول سے کرتے ہیں عظیم المرتبت انبیاء کرام و اولیاء عظام کی یہ عبادت گاہ پہلے صلیب کے پجاریوں نے ہم سے چھینی تھی ان کی تمام تر سطوت و شوکت یہاں کے اہل اسلام پر بے پناہ ظلم و ستم کے باوجود ہمارے قابل فخر اسلاف نے ان پلید مشرکوں سے واپس لی اور اس شان سے لی کہ آج تک اس شکست کے زخم صلیبوں کے پشت ان کی پیشانی اور چہرے پر صاف دیکھے جاسکتے ہیں۔اب کی مرتبہ انبیاء کے گستاخ اور سدا کے ملعون و مردود اسرائیلوں کو یہاں ٹھکانہ بنانے کا شوق چرایا ہے۔عالمی طاقتوں کی مدد سے انہوں نے یہاں اپنے جبر و استبداد کو طول و دوام بخشنے کے لئے کافی کچھ انتظامات کرر کھے ہیں۔لیکن اللہ کی تدبیر کے آگے کوئی تدبیر نہیں چل سکتی بشر طیکہ مسلمان اللہ کو ساتھ لینے والے اعمال کرنے لگ جائیں۔اے اہل اسلام ! دشمن سے انتقام اور اپنی وراثت کی حفاظت قرآنی حکم اور نبوی سنت ہے تم اسے کیونکر بھلائے بیٹھے ہو۔

کوفہ و بغداد : جلیل القدر علماً اور بلند مرتبہ اولیا اللہ کے مسکن جو اپنوں کی احمقانہ روش اور غیروں کی ظالمانہ روش کے باعث اب اسلامی یادگاروں کی وجہ سے نہیں دشمن کے لگائے ہوئے چرکوں کی بنا پر جانے جاتے ہیں۔عیار یہود نے عالمی غنڈوں کو استعمال کر کے یہاں اتنا فساد مچایا ہے اور وقتاً فوقتاً مچائے چلے جاتے ہیں کہ اب جب تک انکے خون کو زمین پر اتنا نہ بہایا جائے کہ اس کی رگیں سیر اب ہو جائیں۔اس وقت تک مسلمان اللہ کی رحمت کے مستحق ہو سکتے ہیں نہ ان سفاک درندہ نما محافظوں سے جان چھوٹ سکتی ہے۔اے مسلمانو! اولیاء اللہ سے تمہاری عقیدت کیا ہوئی ؟ کیا وہ بھی تمہیں بصرہ و گیلان پر نافرمان کافروں کی یورش کا بدلہ لینے پر آمادہ نہیں کرتی۔

خلافت عثمانیہ : دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے ابر کرم سایہ رحمت جو روئے زمین کے ہر بے بس و بے کس کلمہ گو کے حقوق کی محافظ اور اس کا سر پرست تھی۔جس کے ایک نوجوان سلطان نے محیر العقول تدبیر سے قسطنطنیہ فتح کر کے لازوال کارنامہ سر انجام دیا۔جسکے شہسوار یورپ کے شہروں اور راجدھانیوں کو اپنے پاؤں تلے روندے ڈالتے تھے۔اور آج کے نام نہاد ترقی یافتہ یورپی ممالک اس کے باج گزار بننے میں عافیت محسوس کرتے تھے۔افسوس کہ اپنوں کی نادانی اور غیروں کی پیہم سازشوں کی وجہ سے یہ سائبان چاک چاک کر دیا گیا۔اے نادان مسلم ! خلافت کے ادارے کا قیام تیرے حقوق کی پاسبان اور عظمت اللہ کی بازیابی کا ذریعہ ہے۔اس کاروبار کا احیاء اگلی صدی کا سب سے اہم چیلنج ہے غور کرو کہ اس امتحان سے

کامیابی کا راستہ کیا ہو سکتا ہے؟ احوال عالم کا مشاہدہ کرو کہ یہ چھینی گئی نعمت کیسے واپس مل سکتی ہے؟

برصغیر : کرہ ارضی کا وہ خوش نصیب خطہ جس کے متعلق امام المجاہدین' رحمۃ اللعالمین ﷺ نے یہ معطر و مکیف تبصرہ فرمایا تھا کہ مجھے اس جانب سے خوشبو آتی محسوس ہوتی ہے۔ جہاں محمد عربی ﷺ کے نام لیواؤں نے دنیا کی ایک عظیم سلطنت کی داغ بیل ڈالی اور بت پرستوں کے سینے پر چڑھ کر حکومت کی۔ کسی کو ان کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ تھی اور ان کو خراج دیئے بغیر کسی راجے مہاراجے کا راجوڑہ برقرار نہ رہ سکتا تھا۔ افسوس کہ جب شمشیر و سناں کی بجائے طاؤس و رباب کی گرم بازاری ہوئی اور مجاہدین کی جگہ مسخروں' بھانڈوں اور قصیدہ گوئی پر سلطنت کا خزانہ خرچ ہونے لگا تو عالمی استعمار کے علمبرداروں اور ملک گیری کی ہوس سے بھرے ہوئے یورپین بد معاشوں کی چاندی ہوگئی' پہلے ولندیزی' پرتگیزی اور پھر برطانوی یہاں ٹوٹ پڑے اور اس سونے کی چڑیا کے پر نوچ نوچ کر اور گھونسلے کو اکھاڑ اکھاڑ کر اپنے خزانے بھرنے لگے۔ طویل جدو جہد کے بعد بالاخر ایک عظیم سلطنت کے بدلے چند صوبے مسلمانوں کے ہاتھ آئے جس میں سے غنڈہ گردی کے ذریعے آدھا کاٹ کر بقیہ کی کانٹ چھانٹ کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ دوسری طرف دنیا کا سب سے بڑی جمہوریہ کہلانے والے ملک میں مسلمانوں کی آئے دن نسل کشی کے منصوبوں پر عمل اور بابری مسجد ڈھانے جیسے دلدوز واقعات پیش آ رہے ہیں۔

اے ہندوپاک کے توحید پرستو! خنزیر خور انگریز اور پیشاب نوش ہندو سے اس وقت تک ہمارا حساب صاف نہیں ہو سکتا جب تک لال قلعے اور بکنگھم پیلیس پر ہلالی پرچم نہ لہرائے گا۔ غیور ہندی مسلمانو! اس چھینی گئی عظمت کی بازیابی اور چھیننے والوں کی سرکوبی کی کوئی فکر تمہیں ہے یا نہیں؟ بابری مسجد کی ہر اینٹ جب تک واپس اپنی جگہ نہ لگے گی تم پر سے ترک جہاد کے گناہ کبیرہ کی نحوست ختم نہیں ہو سکتی۔ برطانیہ کے محلوں اور عجائب گھروں میں موجود ہم سے چھینا گیا مال و زر' ہیرے و جواہرات جب تک واپس نہ آئیں گے' غلامی کا داغ دھل نہ سکے گا۔

وسط ایشیاء : دنیا کا زرخیز ترین قطعہ ارضی جو زمین کی شادابی کا علاوہ مردم خیزی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا' جہاں ہماری تاریخ کے ایسے انمٹ نقوش ثبت ہیں کہ ۷۰ سال تک گج وج کے آنے والا سرخ سیلاب بھی انہیں مٹا نہ سکا۔ مسلمانوں کے زریں دور کی عظمتوں کا امین یہ خطہ یہودیوں کے تلقین کردہ الحادی نظام کے ماننے والوں کے قبضہ استبداد میں ہے۔ بڑے بڑے مصنیفین اور راسخین فی العلم کی یہ آرام گاہ آج منکرین خدا کے جابرانہ نظام میں جکڑی ہوئی ہے جن متبرک جگھوں کی خاک ہمارے لئے مقدس تھی وہاں غلیظ کافر عیش اڑاتے دندنا رہے ہیں اسی پر بس نہیں' ان ریاستوں کے بعد افغانستان اور اب چیچنیا میں خدا کے ان دشمنوں نے وہ وہ کاروائیاں کی ہیں کہ اس کا بدلہ اتارنے کے لئے آئندہ

صدی کے مسلم نوجوان کو آگ اور خون کے دریا عبور کرنے ہوں گے۔اے پاک دامن ماؤں کے غیرت مند فرزندو! تمہیں یہ بھاری قرض بھی چکانا ہے ابھی سے اس کی تیاری شروع کرو۔

ڈھاکہ سے کارگل تک: بنیابہت کم ظرف ہے' اور سود خور ہو تا ہی کم ظرف ہے' ۲۴ صوبے رکھ کر بھی کٹا کٹایا پاکستان برداشت نہیں۔ پہلے تعصب کی آگ جلا کر مشرقی بازو ہم سے جدا کیا اب کشمیر میں بہتے زخموں پر کچوکے لگا رہا ہے۔ڈھاکہ کا زخم ابھی بھرنے نہ پایا تھا کہ کارگل کے سانحہ نے پھر خون کھولا دیا ہے۔اے افواج پاکستان' میدان جنگ کا حساب بھلانے کی چیز نہیں' جو اس کو بھول جاتے ہیں خود بھولی ہوئی کہانی بن جاتے ہیں۔اس حساب کتاب کو جب تک بے باق نہ کیا جائے گا سود بڑھتا ہی رہے گا اور تم سے زیادہ کون جانے گا کہ یہ حساب کتنی بیسیاں جوڑنے سے ختم ہو سکتا ہے۔اے عساکر پاکستان کے شیر دل جوانو! لالہ جی کا ادھار چکانے کی منصوبہ بندی کرو' ورنہ اس کے کھاتے میں تمہارے نام پر سود چڑھتا ہی رہے گا۔ڈھاکہ سے کارگل تک اس نے بہت سے کھاتے تمہارے نام کھول رکھے ہیں۔وہ اپنی عادت نہیں بدلتا تم اپنی روایت کیوں چھوڑتے ہو؟ اب کی مرتبہ اس کی چٹیا ہاتھ لگے تو جڑ سے اکھیڑنے میں تامل نہ کرنا کہ اس کے بغیر حساب بے باق اور معاملہ صاف نہ ہوگا۔چٹیا تم اکھیڑ ڈالو' دھوتی تو ویسے بھی مجاہدین کے ہاتھوں دہلی تک اڑی جارہی ہے۔

عزم نو! تو یہ ہیں اس بہی کھاتے کے چند ورق' جس میں ہمارے نام چڑھے ہوئے ادھار کی تفصیل درج ہے وہ ادھار جو جلد یا بدیر ہم نے ادا کرنا ہے ورنہ خود ہمیں گروی رکھ لیا جائے گا وہ ادھار جس کو ادا کئے بغیر نہ ہم ماضی میں لگنے والے دھچکوں اور جھٹکوں کا اثر مٹا سکتے ہیں نہ آئندہ کی جھڑکیوں اور دھمکیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اس ادھار کی ادائیگی کچھ اتنی مشکل بھی نہیں' بس ایک عزم نو کی ضرورت ہے اپنے خالق و مالک کے دین کے غلبے کے عزم کی' اپنے محبوب نبی ﷺ کی سنتوں کی بالادستی کے عزم کی' یہ عزم پختہ ہو جائے تو جان دینا اور مال لٹانا آسان ہے اور جب مسلمان کے لئے یہ دو باتیں آسان ہو جائیں تو دنیا میں کامیابی کی منزل اور آخرت میں جنت کا حصول اس کے لئے سہل ہو جاتا ہے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اس عزم کی توفیق مل جائے۔ خوش قسمت ہیں وہ جن کے لئے جان و مال دین پر وارنا آسان ہو جائے۔ نیک بخت ہیں وہ جن کے لئے دنیا میں کامیابی اور آخرت میں جنت مقدر کر دی جائے برادران اسلام! یہ عزم کر لینے سے نہ صرف گزشتہ سو سال میں چڑھ جانے والے قرض کی ادائیگی ممکن ہو سکتی ہے بلکہ وہ اس طرح لوٹایا جا سکتا ہے کہ آئندہ کوئی طالع آزما' ہمیں اس طرح زیر بار کرنے کی جرأت نہ کرے گا۔